ڈاکٹر عبد الغفار[1]

عہد نبوی ﷺ میں معلّمین کا تقرر: اہلیت اور معیار... ایک مطالعہ

ABSTRACT

No doubt, teachers have a special role in changing a society. This paper studies the role of teachers and educationists, appointed by Prophet PBUH, in developing and grooming the early Muslim society. The research concludes that the Prophet PBUH has laid down a criteria for selection of the teachers of Muslim Ummah.

تعلیم آپ ﷺ کے مقاصدِ بعثت میں سے ایک بنیادی ترین مقصد تھا۔ آنحضرت ﷺ نے اپنی اس ذمہ داری کو بحسن وخوبی سرانجام دیا۔ بعد ازاں اپنی حیاتِ مبارکہ ہی میں اپنے تیار کردہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی مختلف اطراف وقبائل میں بطور معلّم کے متعین فرمایا۔ اس تعیناتی وانتخاب میں آنحضرت ﷺ کی طرف سے متعلقہ ذمہ دار کی صلاحیت اور موزوں نیت کا بہت زیادہ لحاظ رکھا جاتا تھا۔ یہ سیرت نبوی ﷺ کا ایک ایسا گوشہ ہے جس سے آپ ﷺ کی حکمت وبصیرت اور مردم شناسی کا علم ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾[2]

"اور اے ہمارے رب، انہی میں سے ایک رسول ان کی ہدایت کے لیے مبعوث فرما، جو تیری آیات انہیں پڑھ کر سنائے اور انہیں قرآن وسنت کی تعلیم دے۔"

اسلام ایک جامع، ہمہ گیر اور کامل دین ہے۔ زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے حوالے سے اس میں راہنمائی موجود نہ ہو اور اس ہدایت ورہنمائی کی تکمیل اللہ تعالیٰ نے ایسی ذاتِ مقدس کے ذریعے کی جو بے حدو حساب خصائص واوصاف کی مالک تھی جن کی سیرت مقدسہ کی بے پایاں تعلیمات پوری انسانیت کے لیے مشعل راہ ہیں۔

1 اسسٹنٹ پروفیسر، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی، رحیم یار خان
2 البقرۃ 2: 129

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ [1]

"در حقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول ﷺ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔"

آپ کا اُسوہ حسنہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں رہنمائی کا مکمل سامان فراہم کرتا ہے۔ مذہبی، معاشرتی، سیاسی، تعلیمی، اقتصادی، عسکری الغرض ہر گوشہ حیات کو محیط ہے۔ آپ ﷺ کی ذات مقدسہ بادشاہ، رئیس، حاکم، محکوم، سپہ سالار، افسر، سپاہی، معلم، غریب، دولت مند، عابد و زاہد، امام اور پیشوا تمام مناصب پر فائز تھی۔ آپ ﷺ کی شخصیت میں معاشرے کے تمام افراد کے حوالہ سے ہدایت و رہنمائی موجود ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت مطہرہ متنوع اوصاف کی جامع ہے اور ان اوصاف میں سے ایک اہم وصف یہ ہے کہ انسانی نفسیات کو ملحوظ خاطر رکھنا اور کسی شخص کی صلاحیت، قابلیت دیکھ کر اس کے مطابق اُسے ذمہ داری دینا، کسی عہدہ یا سرکاری منصب پر فائز کرنا۔ یہ ایک ایسا وصف ہے جو آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا نہایت نمایاں اور اعلیٰ وصف ہے اگر ہم کتب سیرت کا مطالعہ کریں تو آنحضرت ﷺ کے حوالے سے اس کا بارہا مشاہدہ کرنے میں آتا ہے کہ جن لوگوں کو آپ ﷺ نے کسی اہم سرکاری عہدے و منصب پر فائز کیا یا خطابات، القابات سے نوازا تو تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ حقیقتاً یہ لوگ اس کی اہلیت رکھتے تھے۔

جناب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو صدیق کا لقب عطا کیا اور اس میں کوئی شک نہیں آپ کی ذات میں صداقت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ کو امیر الحج بنایا تو آپ امارات کے قابل تھے اور امامت کی ذمہ داری سونپی تو آپ امامت کے اہل تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فاروق کا لقب عطا فرمایا: تو واقعتاً وہ اسلام اور کفر میں فرق کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«لو كان بعدي نبي لكان عمر» [2]

"اگر میرے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہوتے۔"

اسی طرح آپ ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو 'ذوالنورین' بنایا اور حیا کا لقب عطا کیا تو یہ بھی اُن کے اوصاف کے مطابق تھا اسی طرح "أقضاهم علي" حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا تو وہ اس کے لائق تھے۔

سیرت طیبہ ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں مختلف لوگوں کو اُن کی اہلیت و صلاحیت کے مطابق معلّمین کے عہدوں پر فائز کیا۔ کیوں کہ کسی بھی ریاست کے نظام تعلیم میں معلّمین

---

1 الاحزاب 33: 21

2 الترمذی، محمد بن عیسی، جامع الترمذی، أبواب المناقب، باب لوكان نبی بعدی لكان عمر:3686، دار السلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعة الأولی، 1999ء

کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے۔ تعلیم ہی وہ بہترین ذریعہ ہے جس سے ریاستی، معاشرتی اور مذہبی اقدار سے متعارف کروایا جاسکتا ہے۔ ذیل میں ہم معلّمین کے عہدوں پر فائز ہونے والے نامور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اُن کی عظیم کارکردگی کا جائزہ پیش کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

«إنما بعثت معلماً»[1]

"بلاشبہ میں معلّم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔"

معلّم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد تعلیم و تربیت پر بہت توجہ دی۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑی تعداد میں شاگرد پیدا ہو گئے۔ یہ تلامذہ جلد ہی بڑے معلّم اور مربی کے طور پر معروف ہو گئے۔ ان میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، معاذ بن جبل، ابو موسیٰ اشعری، مصعب بن عمیر، اُبی بن کعب، عبد اللہ بن مسعود، زید بن ثابت، عبادہ بن صامت، سعد بن ابی وقاص، جابر بن عبد اللہ، اَبو ہریرہ، اَبو سعید خدری، عبد اللہ بن عباس، ابو درداء، ابو عبیدہ بن الجراح اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم وغیرہ اور خواتین میں حضرت عائشہ، ام سلمہ وغیرہ۔[2]

ان عظیم معلّمین کے لیے معلّم اوّل اور مرجع اساسی معلّم انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ ان معلّمین کو حالات واقعات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے باہر مختلف مقامات پر تعلیم و تدریس کے لیے بھیجا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم و تدریس کے لیے فرد شناسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے افراد کا انتخاب کرتے جو معلّمانہ اوصاف سے متصف ہوتے یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تعلیمی امور کے لیے ایسے افراد کا تقرر کرتے جن میں تعلیمی قابلیت اور معلّمانہ اہلیت بدرجہ اتم موجود ہوتی۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا بطور معلّم تقرر

11ھ نبوی میں بیعت عقبہ اولیٰ کے بعد اہل مدینہ نے ایک تربیت یافتہ معلّم کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے بارگاہ رسالت میں عرض کیا ہمارے ساتھ کسی ایسے آدمی کو بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے اور قرآن پڑھائے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرد شناسی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جس شخصیت کا انتخاب کیا وہ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے۔ جو بہترین معلّمانہ اوصاف کے حامل تھے۔

---

1 ابن ماجة، إمام، محمد بن يزيد، أبو عبد الله، سنن ابن ماجة، كتاب السنة، باب فضل العلماء والحث على طلب العلم :224، ،دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الأولى،1999ء

2 اطہر مبارکپوری، قاضی، خیر القرون کی درسگاہیں اور ان کا نظام تعلیم و تربیت: ص 4-5، ادارہ اسلامیات، لاہور، 2000ء

ابن اسحاق کی روایت ہے:

"جب انصار بیعت کے بعد واپس پلٹے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو قرآن پڑھائیں، اسلام کی تعلیم دیں اور دین کی بصیرت اور صحیح سمجھ پیدا کریں۔"[1]

نبی کریم ﷺ کی طرف سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا معلمانہ تقرر نبوی ﷺ مردم شناسی پر دلالت کرتا ہے۔

پروفیسر یسین مظہر صدیقی مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی موزونیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"کبار صحابہ اور سابقین اولین میں حضرت مصعب بن عمیر عبدری رضی اللہ عنہ کا انتخاب ظاہر ہے کہ محض ان کی سبقت اسلام اور شخصی وخاندانی وجاہت کے سبب نہیں ہوا تھا۔ وہ یقینا سابق صحابی تھے اور انہوں نے اسلام کے لیے بڑی قربانیاں دی تھیں لیکن ان سے کہیں زیادہ سبقت اور قربانی کا شرف رکھنے والے صحابہ موجود تھے۔ ان کا انتخاب صرف اس بنا پر کیا گیا تھا کہ وہ مجموعی اعتبار سے اس منصب عظیم کے لیے موزوں ترین تھے۔"[2]

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ 'مُقری' (استاد) کے نام سے معروف ہو گئے۔ ان کی علمی بصیرت، عقل ودانش اور معلمانہ اوصاف کی بنا پر 'بنی عبد الاشہل' کے دونوں سردار سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اور اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور ان کے قبولِ اسلام کا یہ اثر ہوا کہ شام تک سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا سارا قبیلہ اسلام لے آیا۔ سوائے ایک آدمی کے جس کا نام 'اصیرم' تھا اس کا اسلام جنگ اُحد تک موخر ہوا۔

"نبی کریم ﷺ کے مقرر کردہ معلّم مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کی تعلیم کی وجہ سے نبوت کے تیرہویں سال کے ایام حج تک انصار کا کوئی ایسا گھرانہ باقی نہ بچا کہ جس میں چند مرد اور عورتیں مسلمان نہ ہو چکی ہوں۔ صرف قبائل بنی زید اور خطمہ اور وائل کے چند مکانات باقی رہ گئے تھے۔"[3]

الغرض نبی کریم ﷺ کی طرف سے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا تقرر نبوی فردشناسی پر دلالت کناں ہے کہ آپ ﷺ نے اہل مدینہ کے لیے ایسے معلّم کا انتخاب کیا جس نے مدینہ میں انقلاب برپا کر دیا۔

حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا بطور معلم تقرر

ہجرت مدینہ سے قبل مدینہ میں حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ بحیثیت معلم قرآن ذمہ داریاں ادا کرتے رہے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

"أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ"[4]

---

1 ابن هشام، عبد الملك أبو محمد، السيرة النبوية لابن هشام: 1/434، دار المعرفة، بيروت

2 یسین مظہر صدیقی، ڈاکٹر عہد نبوی کا نظام حکومت: ص94، ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی، علی گڑھ، بار اول 1994ء

3 ابن القیم، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد، زاد المعاد: 2/51، (مترجم، رئیس احمد جعفری) نفیس اکیڈمی کراچی، 1975ء

4 البخاری، محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، كتاب المناقب، باب مقدم النبي صلى الله عليه وسلم

"ہمارے ہاں سب سے پہلے مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہم آئے اور یہ حضرات لوگوں کو قرآن پڑھاتے تھے۔"

حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کا بطور معلم قرآن تقرر، نبوی صلی اللہ علیہ وسلم فردشناسی پر دلالت کرتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی اشاعت و تعلیم کے لیے ایسے شخص کا انتخاب کیا جو قرآن مجید پر کامل دسترس رکھتا ہو۔ عبد اللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ قدیم الاسلام ہیں۔ آپ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے ہی قرآن مجید حفظ کرنے اور سیکھنے میں مشغول ہوگئے تھے۔ آپ کی عزت و تکریم میں سورہ عبس کی 16 ابتدائی آیات کا نزول ہوا۔ آپ کو مؤذن مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ اس کے علاوہ آپ کو غزوات کے موقع پر 12 یا 13 مرتبہ جانشین (امام) ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

حضرت رافع بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ کی بطور معلّم تقرری

رافع بن مالک انصاری ازرقی رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قبیلے خزرج کی شاخ بنی زریق کا معلّم ونقیب بنایا اور آپ کو سورہ یوسف اور جس قدر قرآن مجید نازل ہوا تھا عطا فرمایا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ اس قرآن کے ساتھ مدینہ آئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو اپنے ہاں جمع کیا اور ان کو قرآن سنایا۔

رافع بن مالک چھ سرداروں میں بھی تھے اور بارہ سرداروں میں بھی تھے اور ستر سرداروں میں بھی تھے یعنی مکہ آنے والے مدینہ کے پہلے چھے مسلم افراد، بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ میں موجود تھے۔

ہجرت مدینہ سے پہلے مدینہ میں بہت کم پڑھے لکھے افراد تھے البتہ چند لوگ پڑھ، لکھ سکتے تھے کہ جن میں سے ایک رافع بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ میں معلّمانہ اور قائدانہ اوصاف موجود تھے۔ ان اوصافِ معلّمانہ کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سورہ یوسف اور قرآن مجید جس قدر نازل ہوا تھا عطا فرمایا اور نقیب و معلّم کی ذمہ داری سونپی اور رافع بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنی ذمہ داری کو بخوبی انجام دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ تشریف آوری کے بعد، رافع بن مالک رضی اللہ عنہ کی تعلیمی و دینی خدمات کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"حضرت رافع بن مالک رضی اللہ عنہ نے مدینہ سے واپس آنے کے بعد ہی اپنے قبیلہ کے مسلمانوں کو قرآن کی تعلیم پر آمادہ کیا اور آبادی میں ایک بلند جگہ (چبوترہ) پر تعلیم دینی شروع کی۔ مدینہ میں سب سے پہلے سورہ یوسف کی تعلیم حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے ہی دی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لانے کے بعد حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی دینی و

وأصحابه المدينة: 3925، دار السلام للنشر والتوزيع، الرياض، الطبعة الثانية، 1999ء

تعلیمی خدمات کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔"[1]

ستر قراء اور منذر بن ساعدی کا بطور معلم تقرر

صفر 4ھ میں ابو براء عامر بن مالک کلابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ اہل نجد کی تعلیم و تبلیغ کے لیے معلم بھیج دیں تو وہ لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔ چناں چہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قراء صحابہ میں سے ستر افراد کا انتخاب کیا اور ان کا امیر منذر بن عمرو ساعدی رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معلمین و قراء کو دھوکے سے شہید کر دیا گیا۔[2]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا بطور معلم تقرر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دو مرتبہ بطور معلم مقرر فرمایا تھا ایک بار مکہ مکرمہ اور دوسری مرتبہ یمن میں۔ فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عتاب بن السید رضی اللہ عنہ کو مکہ کا امیر بنایا تو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو وہاں دینی تعلیم دینے کے لیے مامور فرمایا۔ بعد ازاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ملک یمن کے علاقہ "جند" کا امیر و معلم بنا کر روانہ فرمایا۔

ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 2002ء) نے آپ کے لیے صدر 'ناظرات تعلیم' اور ڈاکٹر طاہر القادری نے 'انسپکٹر جنرل آف ایجوکیشن' کا لفظ استعمال کیا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وہ ایک تحصیل سے دوسری تحصیل، ایک ذیلی تعلیمی عہدیدار کے علاقہ کے بعد دوسرے عہدیدار کے علاقے میں جاتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا تعلیمی امور پر ان کی علمی ثقاہت کی بنا پر تقرر کیا۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا علم میں پایہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے واضح ہوتا ہے۔ جس میں آپ کو حلال و حرام کا سب سے بڑا عالم قرار دیا گیا۔"[3]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار صحابہ رضی اللہ عنہم سے قرآن سیکھنے کی تلقین کی ان میں سے ایک معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں:

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

" اسْتَقْرِئُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ، مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ

1 ابن حجر، أحمد بن علي بن حجر العسقلاني، الإصابة في تمييز الصحابة: 2/190، دار الكتب العلمية، بيروت، الطبعة الأولى، 1415 هـ

2 ابن ہشام: 2/183-188؛ زاد المعاد: 109-100

3 طبری، ابو جعفر محمد ابن جریر، تاریخ الامم والملوک: 2/274، دار الفکر، بیروت، 1987ء

بن جبل رضی اللہ عنهم"[1]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار اشخاص سے قرآن پڑھو، عبد اللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم۔"

نبی کریم ﷺ نے یمن بھیجتے وقت ان کے مقام و مرتبہ کو پسند فرماتے ہوئے ان کے سینے پر ہاتھ مارا جس سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا رسوخ فی العلم واضح ہوتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں فتویٰ دیا کرتے تھے۔ اور آپ کا شمار کاتبینِ وحی میں ہوتا تھا اور عہد صدیقی و فاروقی میں درس ارشاد فرماتے تھے۔ آپ نے عہد صدیقی و فاروقی میں بھی معلّم کے فرائض سر انجام دیئے۔

جنگ بدر کے قیدیوں کا بطور معلّمین تقرر

رسول کریم ﷺ نے تعلیمی ترقی کے لیے کوئی موقع ضائع نہیں کیا اور اس کے لیے غیر مسلموں کو بھی استعمال کیا۔ جنگ بدر کے قیدیوں میں سے جو پڑھے لکھے افراد تھے نبی کریم ﷺ نے ان کے ذمہ لگایا کہ وہ دس دس افراد کو لکھنا سکھا دیں اور آزادی حاصل کر لیں۔[2]

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بطور معلم تقرر

رسول اللہ ﷺ 10 ہجری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن کے علاقے 'عدن' اور 'زبید' میں بطور معلّم و حاکم بنا کر بھیجا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ میں قائدانہ صلاحیتیں اور معلّمانہ اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے۔ آپ بیک وقت قاری، حافظ، عالم، فقیہ اور قاضی تھے اسی لیے آپ ﷺ نے معلّم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا تقرر کیا۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ قرآن مجید میں گہرا شغف اور مہارت رکھتے تھے۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ کس طرح قرآن پڑھتے ہیں؟ انہوں نے کہا:

"کھڑے ہو کر، بیٹھ کر، سواری پر، اس کے حصے بنا کر پڑھتا ہوں اور مختلف اوقات میں پڑھتا ہوں۔"

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خوبصورت آواز کی بزبان رسالت ﷺ یوں تعریف کی گئی:

عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، أَنَّهُ قَالَ: يَا أَبَا مُوسَى لَقَدْ أُعْطِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ[3]

"ابو موسیٰ کو آل داود کے مزامیر میں سے مزمار (حسن آواز) عطا کیا گیا ہے۔"

عہد فاروقی میں آپ کو کوفہ اور بصرہ کا امیر بنایا گیا اور دونوں مقام میں آپ نے اپنی مجلس درس منعقد کی اور کتاب و سنت اور فقہ کی تعلیم دی۔ اور بطور معلّم اپنی خدمات سر انجام دیتے رہے۔

---

1 صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقب معاذ بن جبل: 3806

2 ابن سعد، محمد بن سعد بن منيع الهاشمي، الطبقات الكبرى: 2/ 22، دار صادر، بيروت، 1376ھ

3 جامع الترمذي، أبواب المناقب، باب مناقب أبي موسى أشعري: 3855

عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کا تعلیمی اُمور پر تقرر

اسلامی سلطنت کا ایک اہم ضلع 'نجران' تھا جس پر قیس بن الحسین کو گورنر مقرر کیا گیا تھا لیکن تعلیمی، فقہی اور عدالتی امور کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ ان کی تعلیمی ذمہ داریوں کے متعلق آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو نجران بھیجا تاکہ انہیں قرآن و سنت کی روشنی میں دین اسلام کی تعلیم دیں اور ان سے زکوٰۃ وصول کریں۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو ایک مکتوب بھی دیا جس میں تعلیمی اور دیگر ذمہ داریاں رقم کی گئیں تھیں۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ذریعے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ خط نقل کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو روانگی کے وقت لکھ کر دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ اہل یمن کو دین سمجھائیں، سنت کی تعلیم دیں اور ان کی زکوٰۃ وصول کریں۔[2]

ڈاکٹر حمید اللہ رحمۃ اللہ علیہ عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ دیگر ذمہ داریوں کے علاوہ تعلیمی امور میں بھی ان کا تقرر کیا گیا تھا۔[3] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اہلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کا تقرر فرمایا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا بطور معلم تقرر

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح جلیل القدر صحابی اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے معلّمانہ اوصاف اور صلاحیت ولیاقت کی بنیاد پر انہیں بطور معلّم بھیجا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یمن سے کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہمارے ساتھ ایک ایسا شخص بھیجئے جو ہم کو اسلام اور سنت کی تعلیم دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

"لكل أمة أمين ،وأمين هذه الأمة"[4] "یہ اس امت کا امین ہے۔"

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا تقرر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اندر تعلیمی صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا۔

چار افراد سے بطور خاص علم قرآن سیکھنے کی تلقین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار افراد حضرت عبد اللہ بن مسعود، سالم مولیٰ، ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن

---

1 ابن عبد البر، أبو عمر، يوسف بن عبد الله، الاستيعاب في معرفة الأصحاب: 2/ 517، دار الجيل، بيروت، الطبعة الأولى، 1992م

2 البيهقي، أبوبكر أحمد بن الحسين بن علي، دلائل النبوة: 5/ 411، دار الكتب العلمية بيروت، 1705ھ

3 حمید اللہ، ڈاکٹر، اسلامی ریاست: ص 121، الفیصل ناشران لاہور، 2005ء

4 صحيح البخاري، كتاب اخبار الآحاد، باب ماجاء في إجازة خبر الواحد الصدوق في الآذان والصلاة والصوم والفرائض والأحكام: 7255

جبل رضی اللہ عنہم سے خاص طور پر قرآن مجید سیکھنے کی تلقین فرمائی۔ چوں کہ چاروں افراد قرآن مجید کے حافظ، قاری، عالم اور فقیہ تھے اور ان کو قرآن مجید پر عبور حاصل تھا۔ قرآن مجید کی تعلیم کے حصول کے لیے ایسے افراد کا تقرر کیا جو اس کے لیے انتہائی موزوں تھے۔

"اسْتَقْرِئوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی الله عنهم"[1]

"حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: چار اشخاص سے قرآن پڑھو، عبداللہ بن مسعود، ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم سے۔"

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بہت بڑے عالم، فقیہ، قاری اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ نقیب النقباء میں سے ایک ہیں۔ ہجرت مدینہ سے قبل مدینہ میں جو چند لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے ان میں سے ایک ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ابی بن کعب رضی اللہ عنہ امت کے سب سے بڑے قاری ہیں۔ آپ کاتبینِ وحی میں سے ایک اہم کاتب ہیں بلکہ مدینہ کے سب سے پہلے کاتب ہیں۔ فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا نام لے کر فرمایا کہ کو قرآن سنائیں۔ عہد فاروقی میں آپ کی بہت بڑی علمی مجلس ہوا کرتی تھی اور متعدد حضرات نے آپ سے اکتسابِ فیض کیا۔[2]

الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چاروں افراد سے قرآن مجید سیکھنے کی تلقین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، فرد شناسی کی مظہر ہے کہ آپؐ نے ایسے چار افراد کے بارے میں قرآن سیکھنے کی تلقین کی جو قرآن مجید میں رسوخ اور عبور رکھتے تھے۔

خلاصہ بحث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت فرد شناس تعلیمی امور کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کرتے جو اس ذمہ داری کے لیے انتہائی موزوں اور قابل ہوتے۔ البتہ یہ انتخاب موقع و محل کی مناسبت کے اعتبار سے ہوتا تھا۔ مراد یہ ہے کئی ایسے افراد تھے جن میں معلّمانہ اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے لیکن انہیں موقع و محل کی مناسبت کے اعتبار سے نہ بھیجا گیا مثلاً ابو بکر صدیق، عمر فاروق، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم اور دیگر اکابرین صحابہ کا معلّمانہ تقرر نہیں ملتا۔

البتہ جن افراد کو بطور معلّم بھیجا گیا ان میں معلّمانہ اوصاف اور تعلیمی اہلیت اعلیٰ پائے کی تھی اور ان کے اندر معلّمانہ قابلیت کے جوہر نمایاں تھے۔ اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی بصیرت تھی کہ کسی کام کے لیے اس شخص کا تقرر کرتے جو اس کے لیے اہل اور موزوں ہو اور معیار پر پورا اترتا ہو۔

1 صحيح البخاري، كتاب فضائل الصحابة، باب مناقف معاذ بن جبل: 3806

2 صحيح البخاري، كتاب تفسير القرآن، باب كلا لئن لم ينته لنسفعن بالناصية: 4959